رسائل و مسائل

کیا جنت کی نعمتیں صرف مردوں کے لئے ہیں؟

سوال : ایک بات ایسی ہے جس کے متعلق بہت دنوں سے آپ سے پوچھنے کا سوچ رہی ہوں۔ کیوں کہ اگر میں کچھ زیادہ اس کے بارے میں غور کرتی ہوں تو میرا دل بار بار مجھے تنبیہہ کرتا ہے کہ دیکھ کہیں تو کفر کی سرحد میں تو داخل نہیں ہو رہی ہے؟ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ مسئلہ کن الفاظ میں آپ تک پہنچاؤں، کہیں میرے قلم کی کوئی لغزش مجھے کفر و الحاد کی کھائیوں میں نہ گرا دے۔ خدا سے دعا ہے کہ میری لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے!

جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو اکثر جگہ عورتوں اور مردوں کو یکساں احکامات دیئے گئے ہیں اور بعض جگہ ان کو ان کی معاشرتی حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ بھی احکامات دیئے گئے ہیں۔ خوشخبریاں اور وعیدیں بھی دونوں کو اکثر جگہ ساتھ ساتھ ہی دی گئیں ہیں لیکن بعض سورتوں مثلاً سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الواقعہ میں جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں مردوں کے لیے خوبصورت حوروں کا ذکر ہے، جو بے انتہا خوبصورت ہوں گی اور جن کو کسی انسان اور جن نے نہیں چھوا ہوگا۔ ان سورتوں میں جس طرح ان کا ذکر آتا ہے۔ اس کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے باقی تمام خوشخبریاں بھی صرف مردوں کے لیے ہی ہیں۔ عورت ہونے کی وجہ سے میرے دل میں سخت احساسِ کمتری اور احساسِ محرومی پیدا ہوتا ہے۔ براہِ کرم مجھے اس سلسلہ میں مطمئن کریں۔

جواب : یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتی رہتی ہیں اور غور و فکر کرنے کی عادی ہیں۔ اللہ کرے آپ اس سلسلہ کو جاری رکھ سکیں اور علمِ نافع اور علمِ صالح کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرتی رہیں۔ آمین!

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآنِ پاک نے سورۃ رحمان یا دیگر سورتوں میں اہلِ ایمان

کیلئے جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے، ان میں مومنین صالحین اور مومنات قانتات دونوں اپنے اپنے درجے اور مرتبے کے مطابق حصّہ دار ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے لحاظ سے ان کے مابین فرق نہیں رکھا گیا۔ سورۃ رحمان جسکی آخری آیات کے اسلوبِ بیان سے آپ کو شُبہ لاحق ہوا ہے، اگر آپ ان کا بغور مطالعہ فرماتیں، تو اشکال پیدا نہ ہوتا۔

ان آیات میں دو طرح کی حوروں کا ذکر ہے۔ ایک وہ جو اپنے ایمان اور عملِ صالح کی بنا پر جنت میں داخل ہوں گی۔ انہیں حسین و جمیل اور کنواری بنا دیا جائے گا اور دوسری وہ جو جنت میں اہلِ ایمان کے سرور و راحت کا سامان کرنے کے لئے پیدا کی جائیں گی۔ وہ ایمان اور عملِ صالح کی بدولت جنت کی مستحق نہ ہوں گی بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنّت میں داخل ہوں گی۔ پہلے درجہ کی حوریں اہلِ جنت کی بیویاں ہوں گی اور ان کے ساتھ ان کے قصروں میں رہیں گی اور دوسرے درجہ کی حوریں اہلِ جنّت کی سیرگاہوں میں لگائے ہوئے خیموں میں ہوں گی۔ "فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ" (آیت نمبر۷۰) "اس میں نیک سیرت حسین و جمیل حوریں ہوں گی۔" اس سے مومنات صالحات کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح "فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ" (آیت نمبر۵۶) ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہوگا" میں بھی ان ہی کی صفات کا بیان ہے۔

اس طرح سے مومنات صالحات کے لئے ضمناً" پردہ اور ستر کے اسلوب میں ان نعمتوں کا ذکر آگیا، جن کا مومنین صالحین کے لئے تذکرہ کیا گیا ہے۔ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں "اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں خواہ کوئی عورت کنواری مر گئی ہو یا کسی کی بیوی رہ چکی ہو، جوان مری ہو یا بوڑھی ہو کر دنیا سے رُخصت ہوئی ہو؟ آخرت میں جب یہ سب نیک خواتین جنّت میں داخل ہوں گی تو جوان اور کنواری بنا دی جائیں گی اور وہاں ان میں سے جس خاتون کو بھی کسی نیک مرد کی رفیقۂ حیات بنایا جائے گا وہ جنّت میں اپنے اس شوہر سے پہلے کسی کے تصرّف میں نہ آئی ہوگی (حاشیہ ۴۶ سورۃ رحمان تفہیم القرآن جلد پنجم) "حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ"۔ "خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں ہوں گی" (آیت نمبر۷۲) کی تشریح میں فرماتے ہیں "خیموں سے مراد غالباً اس طرح کے خیمے ہیں جیسے امراء اور رؤساء کے لئے سیرگاہوں میں لگائے جاتے ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ اہلِ جنّت کی بیویاں ان کے ساتھ ان کے قصروں میں رہیں گی۔ اور ان کی سیرگاہوں میں جگہ جگہ خیمے ہوں گے، جن میں حوریں ان کے لیے لطف و لذت کا سامان

فراہم کریں گی۔ ہمارے اس قیاس کی بنا یہ ہے کہ پہلے خُوب سیرت اور خُوبصورت بیویوں کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد ان حوروں کا ذکر الگ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ یہ ان بیویوں سے مختلف قسم کی خواتین ہوں گی۔ اس قیاس کو مزید تقویت اس حدیث سے حاصل ہوتی ہے جو حضرت اُم سلیمؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے"۔ میں نے پوچھا کس بنا پر؟ آپؐ نے فرمایا "اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں' روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں" (طبرانی) اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ جنّت کی بیویاں تو وہ خواتین ہوں گی جو دنیا میں ایمان لائیں اور اعمالِ صالحہ کرتی ہوئی دنیا سے رخصت ہوئیں۔ یہ اپنے ایمان اور حسنِ عمل کے نتیجے میں داخلِ جنت ہونگی اور بذاتِ خود جنت کی نعمتوں کی مستحق ہونگی۔ یہ اپنی مرضی اور پسند کے مطابق یا تو اپنے سابق شوہروں کی بیویاں بنیں گی اگر وہ بھی جنّتی ہوں' یا پھر اللہ تعالیٰ کسی دوسرے جنّتی سے ان کو بیاہ دے گا جبکہ وہ ایک دوسرے کی رفاقت پسند کریں۔" (تفہیم القرآن جلد پنجم)

ان آیات میں اشارۃً" اور احادیث میں صراحتہً" بیان کر دیا گیا کہ ایمان اور عملِ صالح رکھنے والی خواتین پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہوگا۔ انہیں جنّتی حوروں سے زیادہ حُسن عطا کیا جائے گا' انہیں جوان اور کنواری بنا دیا جائے گا' اور انہیں اپنے دُنیوی شوہر کے ساتھ بیاہ دیا جائے گا جبکہ وہ اس کا اہل ہو یا شوہروں میں سے کسی ایک کے ساتھ بیاہ دیا جائے گا جو اس کی زیادہ اہلیت رکھتا ہو اور دنیا میں اس کے ساتھ زیادہ اچھے طریقے سے پیش آیا ہو' اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو تیسری صورت یہ ہوگی کہ اس کے حسب منشا اور مقام و مرتبہ کے مناسب مومنِ صالح سے بیاہ دیا جائے گا۔

آپ کو قرآن کے اس اسلوب سے جو غلط فہمی واقع ہوئی ہے اس کی بنیادی وجہ مرد اور عورت کی اسلامی حیثیت پر توجہ نہ کرنا ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کی ضرورت اور لازم و ملزوم ہیں' شوہر بیوی کیلئے اور بیوی شوہر کیلئے نعمت ہے۔ لیکن قرآنِ پاک نے عورت کو جس بلند مقام پر کھڑا کیا ہے اس تک ایک عام انسان کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ قرآنِ پاک نے مرد اور عورت میں سے مرد کو طالب اور عورت کو مطلوب قرار دیا ہے۔ اس لئے اسلامی معاشرے میں "خطبہ" پیغام نکاح مرد کی طرف سے دیا جاتا ہے اور مرد بارات

لے کر عورت کے گھر آتا ہے' اسے بیاہ کر لے جاتا ہے اور اس کے لئے سکونت اور نان نفقہ کا انتظام کرتا ہے۔ اس لیے آخرت میں بھی اس کی عظمتِ شان کو برقرار رکھنے کی خاطر صراحتہ" مردوں کیلئے نیک سیرت' شرمیلی نگاہوں والی اور خوبصورت خواتین کو نعمت قرار دیا گیا ہے۔ رہی خواتین کے لئے نیک سیرت اور خوبصورت مردوں کی نعمت' تو اس کی طرف ضمناً" اسی صراحت میں اشارہ کر دیا گیا۔ یہ اسلوب عورت کی پاکیزگی' تقدس اور شانِ حیا کے عین مطابق ہے۔ خصوصاً باکرہ عورت سے تو جب ایجاب و قبول کے وقت نکاح کا اِذن طلب کیا جاتا ہے تو وہ بسا اُوقات زبان سے صراحتہ" اِذن دینے کی جرات بھی نہیں کرسکتی۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "اِذْ نُہَا صِمَاتُہَا" اس کی خاموشی کو اِذن قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں کیسے ایسا انداز اختیار کیا جاسکتا ہے جس سے جنّتی خواتین مردوں کی طلب گار نظر آئیں۔ یہ انداز مناسب نہ تھا۔ اس لیے سورۃ رحمان یا کسی دوسری سورت کے اسلوب کا اسلام کے مجموعی تہذیبی نظام اور اقدار کی روشنی میں مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس اسلوب میں مرد اور عورت کے مقام' مزاج اور اوصاف کو ہر مقام پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ البتہ احادیث میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد یہ اشکال باقی نہیں رہتا کہ سورۃ رحمان کے آخر میں ذکر کردہ نعمتیں مردوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے ساری نعمتیں جو اس سورت میں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی مردوں کے لئے مخصوص شمار نہ ہوں گی بلکہ اوّل سے لے کر آخر تک تمام نعمتیں مردوں اور عورتوں' دونوں کے لئے مشترک ہیں' حتیٰ کہ مردوں کے لئے نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں اور عورتوں کے لئے نیک سیرت اور خوبصورت مرد ہوں گے۔ اس لئے خواتین کو کسی قسم کے احساسِ محرومی کا شکار نہیں ہونا چاہیے' بلکہ انہیں قرآنی ارشاد "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی" (آل عمران ۱۹۵) کو پیشِ نظر رکھ کر قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

حرام مال کا اصل مَصرف

سوال: جدہ میں تحریکِ اسلامی کی تمام کارکنان اعانت دیتی ہیں جو کہ مختلف مدوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں وہ خواتین بھی ہیں جن کے شوہر بنک میں کام کرتے ہیں مگر تحریک کی ذمہ دار خواتین ان کے گھر جاکر پانی کا گلاس تک نہیں پیتیں' صرف اس بنا پر کہ ان کی آمدنی جائز نہیں ہے۔ یہ بتائیے کہ یہ ذمہ دار خواتین ان سے اعانت کیوں لیتی ہیں؟ جبکہ یہ رقم زکواۃ اور

صدقات میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ پھر تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی رقم شامل ہو جانے سے تمام رقوم ناپاک ہو گئیں؟

مجھے اس سوال کا جواب ضرور دیجیے تاکہ وہ بہنیں جن کے گھر کوئی آتا ہی نہیں، مطمئن ہو جائیں۔

جواب: حرام مال سے بچنا تو ایک صحیح طرز عمل ہے۔ اس پر نکیر کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر ایک صاحب بنک کی ملازمت کرتے ہیں اور بنک کی رقم سے مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں، مہمانوں کو معلوم ہے کہ ان کی حرام مال سے ضیافت کی جارہی ہے تو انھیں اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ البتہ اگر ایسے صاحب ہوں کہ ان کی کمائی خالص حرام کی نہ ہو یا وہ مہمانوں کو بطور خاص قرض لے کر حلال مال سے کھلاتے پلاتے ہوں تو ایسی صورت میں مہمانی قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے صاحب کو اس بات پر ناراض نہیں ہونا چاہیے کہ حلال و حرام کا امتیاز کرنے والے ان کے ہاں کھانے پینے سے احتراز کرتے ہیں۔

اعانت کا مسئلہ بالکل الگ ہے۔ اعانت میں حرام مال بھی لیا جا سکتا ہے۔ کہ حرام مال کا اصل مصرف فُقراء اور مساکین ہیں۔ اس لئے بنک ملازم سے فُقراُ، مساکین اور شعبۂ خدمتِ خلق کی مد میں رقم لینا جائز ہے۔ دونوں مسئلوں کو آپس میں خلط ملط کرنا مناسب نہیں ہے۔

بقیہ: تفصیلی جائزہ

رنگین ڈیزائن والا ورق چسپاں، صفحات ۵۴۰۔ ضمیمۂ اغلاط بھی دیا گیا ہے۔ قیمت ۲۰ روپے۔

مصنفوں، مورخوں، صحافیوں اساتذہ و طلبہ اور خواتین سب کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ کتاب حالات کو سمجھنے کا اسلامی فکر کے مطابق ایک ٹھوس اور وقیع نظریہ پیش کرتی ہے۔